روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۱۵۔ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ، یکم شہادت ۱۳۷۰ہش، یکم اپریل ۱۹۹۱ء | نمبر ۷۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس کس قدر ضرورت ہے کہ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالےٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے اور یہی بات ہے جس سے وہ دُور پڑا ہوا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچّوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ (دین حق) اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت (اس کا؟) منشاء نہیں۔ (یہ؟) تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مُستعد بنانا چاہتا ہے، اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جِدّ وجُہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردّد نہ کرے تو اس سے مواُخذہ ہو گا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مُراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو۔ اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضاء مقصود ہو اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدّم نہ کرو۔"

(ملفوظات جِلد اوّل صٓ ۱۱۸)

الفضل کے دو شماروں میں تصحیح

مکرم محمد علیمی صاحب مربّی سلسلہ نے لندن سے ایک مکتوب میں الفضل کے ۷۔ مارچ اور ۱۴۔ مارچ کے شماروں میں بعض تصحیح بھجوائی ہیں۔

۷۔ مارچ کے شمارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۹۱ء شائع ہوا ہے۔ اس کے جلی عناوین کی دوسری سطر (صفحہ نمبر ایک) میں درج عنوان کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ درستی فرمائی ہے۔

"ان اصولوں پر عمل نہ کرنے سے مسلمان ہمیشہ دردناک شکست کی ذلّت اٹھاتے رہے ہیں یا شکست کھاتے رہے ہیں"

اسی طرح ۱۴۔ مارچ ۱۹۹۱ء کے الفضل میں صفحہ ۱/۳ پر

"جماعت احمدیہ کسی تعصّب میں مبتلا نہیں"

کے عنوان سے حضور انور کا ایک ارشاد شائع ہوا ہے۔ اس کا آخری فقرہ اس طرح پڑھا جائے۔

"توحید جس کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور گڑ جائے اس کے دل میں عصبیّتیں جگہ پا ہی نہیں سکتیں"

احباب کرام سے گذارش ہے کہ ہر دو فقروں میں تصحیح ریکارڈ فرمالیں۔

درخواست دعا

○ اسیر راہِ مولیٰ مکرم محمد الیاس منیر صاحب کی B.A میں شاندار کامیابی پر بے شمار دوستوں نے مبارکباد میں زبانی اور تحریری بھجوائی ہیں۔ درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ساتھیوں کو جو گذشتہ سات سال سے قید کی صعوبتوں کو بڑے صبر و استقامت سے محض خدا کی خاطر برداشت کرتے چلے آرہے ہیں اب ان پر رحم فرمائے اور اپنی صفتِ رحمانیت کے صدقے ان کی نجات کا معجزہ بھی دکھائے۔

(محمد اسماعیل منیر)

○ مکرم منیر احمد صاحب صدیقی ابن مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب مقیم جرمنی کی دائیں آنکھ اور دائیں طرف کے دیگر اعضاء میں شدید درد ہے۔ ڈاکٹروں نے تشویشناک رپورٹ دی ہے۔

○ مکرم ملک وسیم احمد صاحب اعوان کی والدہ تین ہفتوں سے ریڑھ کی ہڈی میں درد کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم مبارک احمد صاحب عاصم بھاپوری کی والدہ ایک ہفتے سے سانس کی شدید تکلیف میں مبتلا ہیں۔

احباب ان مریضوں کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

رُوحانی زندگی کے قیام کیلئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے وابستہ کرو

رُوحانی برکات کا انقطاع ایک موت ہے اس سے بچو

اقتباس از اہم تقریر فرمودہ سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

"جن وجودوں سے شدید محبّت ہوتی ہے ان کی جُدائی کا امکان بھی دل پر گراں گذرتا ہے۔ اور جب وہ وقت آجاتا ہے جس کا تصوّر بھی انسان کو بے چین کر دیتا ہے تو عارضی طور پر انسان پر ایک سکتہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ کیا ہی سچّے جذبات کا آئینہ ہے۔ حسّان کا وہ شعر جو انہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا جب آپؐ کی وفات ان پر ثابت ہو گئی تو انہوں نے کہا ؎

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیَّ النَّاظِرُ،
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ،

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو میری آنکھ کی پُتلی تھے آج آپؐ فوت ہوئے تو میری آنکھ بھی جاتی رہی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس شعر کی عظمت اور اس کی خوبی کا اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شعر کہنے والا آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا۔ اور اندھے کی نظر پہلے ہی جا چکی ہوتی ہے۔ پس اس کے یہ کہنے کا کہ آپؐ میری آنکھ کی پُتلی تھے۔ آپؐ کی وفات سے مَیں اندھا ہو گیا مطلب یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ مَیں اندھا تھا آپؐ کی موجودگی میں مجھے اپنا اندھاپن بُرا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ بے شک مَیں نے اپنی جسمانی آنکھیں کھو دی تھیں مگر مَیں خوش تھا۔ مَیں شادان تھا۔ مَیں فرحاں تھا کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ میری روحانی آنکھیں موجود ہیں۔ مجھے پُتلی حاصل ہے۔ جس کے ساتھ مَیں اپنے خدا کو دیکھ سکتا ہوں۔ اگر میری جسمانی آنکھیں نہیں ہیں۔ اگر مَیں لوٹے اور گلاس کو نہیں دیکھ سکتا تو کیا ہوا مجھے وہ پُتلی تو ملی ہوئی ہے جس سے مَیں اپنے پیدا کرنے والے خدا کو دیکھ سکتا ہوں۔ بھلا لوٹے اور گلاس اور رنگ

باقی صٓ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یکم شہادت ۱۳۷۰ ہش   یکم اپریل ۱۹۹۱ء

سیاست کے اصول

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ ۱۹۹۱ء میں فرمایا:

"قدیم سے لامذہب سیاست کے تین اصول رہے ہیں جو مشرق اور مغرب میں برابر اور مشترک ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے یہ مغربی سیاست کے اصول ہیں یا مشرقی سیاست کے اصول ہیں۔ کل کے ہیں یا آج کے۔ ہمیشہ سے یہی اصول چلے آرہے ہیں۔ یعنی سیاست اگر لامذہب اور بے دین ہو تو پہلا اصول یہ ہے کہ قوم، وطن یا گروہ کا مفاد جب بھی عدل کے مفاد سے ٹکرائے تو قوم، گروہ اور وطن کے مفاد کو عدل کے مفاد پر لازماً ترجیح دو اور فوقیت دو۔ خواہ عدل کو اسکے نتیجے میں پارہ پارہ کرنا پڑے۔ قرآنِ کریم کا اصولِ سیاست اس سے بالکل مختلف ہے۔ اور برعکس ہے جو یہ ہے...... (المائدہ: ۹) کہ اے مسلمانو! تمہاری سیاست اور طرح کی ہے۔ یہ الٰہی فرمان کے تابع سیاست ہے اور اس کا بنیادی اٹل اصول یہ ہے کہ کسی قوم کی شدید دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اُس سے ناانصافی کا سلوک کرو۔ ہمیشہ عدل پر قائم رہو۔ کیونکہ عدل تقویٰ کے قریب تر ہے۔

دوسرا اصول سیاست یعنی بے دین سیاست کا اصول یہ ہے کہ اگر طاقت ہو تو مفادات کو طاقت کے زور سے ضرور حاصل کرو۔ کیونکہ "MIGHT IS RIGHT" (جسکی لاٹھی اسکی بھینس) طاقت ہی صداقت ہے۔ اور اسکے سوا دنیا میں صداقت کی اور کوئی تعریف نہیں۔

قرآنِ کریم اسکے برعکس ایک مختلف اصول پیش فرماتا ہے جو یہ ہے...... (انفال: ۴۳) یعنی وہی ہلاک کیا جائے جس کی ہلاکت پر کھُلی کھُلی صداقت گواہ ہو اور وہی زندہ رکھا جائے جس کے حق میں کھُلی کھُلی صداقت گواہی دے۔

پس اسلام کا اصول MIGHT IS RIGHT کے بالکل برعکس RIGHT IS MIGHT بنتا ہے۔

تیسرا اصول جو لادینی سیاست کا بنیادی حصہ ہے وہ یہ ہے کہ مقصد کے حصول کیلئے بے دریغ جھوٹا پروپیگنڈا کرو۔ یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ جتنا زیادہ فریب اور ملمع کاری سے کام لیا جائے اتنا ہی زیادہ بہتر اور قوم کے مفاد میں ہے۔ پس دشمن کو صرف میدانِ جنگ میں شکست نہ دو بلکہ جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے اس کو نظریات اور اصولوں کی دنیا میں بھی شکست خوردہ بنا کے دکھاؤ۔

ازل سے، جب سے سیاست کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے یہی تینوں اصول ہمیشہ ہر جگہ کارفرما دکھائی دیں گے سوائے اُن استثنائی ادوار کے جب سیاست بعض شرفاء کے ہاتھ میں چلی گئی ہو۔ جو دینی اور اخلاقی اقدار کی قدر کرتے ہوں۔ یا جب مذہب کی دنیا میں خدا تعالیٰ نے دنیاوی طاقت بھی عطا کر دی ہو۔

قرآنِ کریم اس اصول کے بالکل برعکس یہ اصول پیش فرماتا ہے...... (حج: ۳۱)

پھر دوسری جگہ فرمایا...... (انعام: ۱۵۳) کہ لفظوں کی لڑائی میں بھی، لفظوں کے جہاد میں بھی تمہیں سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔ سچائی کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا اور جھوٹ کو قبول کرنا یہ شرک کی طرح ناپاک اور نجس ہے۔ فرمایا...... بات بھی کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ خواہ تمہاری بات کا نقصان تمہارے قریبی کو پہنچتا ہو۔ اس کی کچھ پرواہ نہ کرو۔"

ہماری خواہش ہے کہ الفضل کا ہر قاری ان اصولوں کو اچھی طرح سمجھ کر ہر اس سیاستدان کو سمجھانے کی کوشش کرے جو اس کے قرب وجوار میں رہتا ہے یا جس تک اسکی رسائی ہے۔ جب تک سیاستدان ان اصولوں کو پوری طرح نہیں سمجھ جائیں گے دنیا بھر کی سیاست ناپسندیدہ رہے گی۔ اور اس کا مفہوم بجائے انسانوں کی بہتری اور بہبود کی راہیں سوچنے اور ان پر عمل کرنے کے فریب اور چالاکی رہے گا۔

سوچیں گے تو یہ بات سمجھ سے نہیں بالا
غیرت کا تقاضا ہے کہ احساس کریں ہم
خوں کم ہے تو ہم اپنا پسینہ ہی بہائیں
قربانیٔ اسلاف کا کچھ پاس کریں ہم

ابوالاقبال

در پردہ تو کچھ اَور ہے کرتے ہیں بیاں اَور
چہرے سے عیاں اور ہے سینے میں نہاں اَور

اربابِ حرم خواب میں ہیں بابِ حرم بند
اب عرض کریں حالِ دلِ زار کہاں اَور

جلوہ ہے ترا خُوب سرِ منظرِ ہستی!
ہے مَوت کے پَردے میں ترا حُسنِ جواں اَور

مَیں تیری محبّت پہ نچھاور اُسے کر دوں
سَو بار جو مل جائے حیاتِ گزراں اَور

پرواز میں ہے فاختۂ اَمن فضا میں!
آفاقِ شفق رنگ سے ملتا ہے نشاں اَور

محصُور نہیں عشق حدِ کون و مکاں میں
ہر لحظہ جنوں مانگتا ہے کون و مکاں اَور

یہ کیفِ تب و تاب ہے وہ عیشِ خور و خواب
مومن کا جہاں اور ہے کافر کا جہاں اَور

محراب میں تسبیح و مناجات ہے کچھ اور
میدان میں ہے معرکۂ تیغ و سناں اَور

اِخلاص نہیں ہے تو پھر انکار کی نسبت
اقرار طبیعت پہ گذرتا ہے گراں اَور

تقدیر پہ شاکر ہے تو دیتے نہیں کچھ اَور!
رکھتا ہے طلب اور تو دیتا ہے جہاں اَور!

سعید احمد اعجازؔ

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے اندر بھی یہی رنگ پایا جاتا تھا اور آپ بھی خدا تعالےٰ کے قرب کے غیر متناہی مراتب کے حصول کے لئے ہمیشہ اپنے قدم کو تیز رکھتے تھے۔ آج کل بعض نادان ایسے ہیں کہ وہ چار دن کی نمازوں کے بعد ہی یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ انہوں نے قرب کے انتہائی مقامات کو طے کر لیا ہے۔ وہ خدا کو ایک چھوٹی سی چیز سمجھ لیتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں انہوں نے اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی ہستی ایسی عظیم الشان ہے کہ بڑے سے بڑے انبیاء بھی اس کے قرب میں جسقدر بڑھ جائیں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے قرب کے سب مقامات کو طے کر لیا ہے بلکہ وہ جتنا زیادہ اسکے قرب میں بڑھتے ہیں اتنا ہی وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں میں اور اس کی طاقتوں میں اور اس کی قدرتوں میں وسعت پاتے ہیں۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے قرب کا ابھی ایک غیر متناہی میدان پڑا ہے۔ جسکو انہوں نے طے کرنا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپ بڑھاپے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس قدر گریہ و زاری کرتے اس قدر گڑگڑاتے اور اس قدر تضرع اور عاجزی سے دعائیں کرتے کہ بعض دفعہ اللہ تعالےٰ کے حضور عبادت میں کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے یہ دیکھ کر آپ کی بیویوں کے دلوں میں رحم پیدا ہوتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں۔ آخر ایک دن حضرت عائشہؓ نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ ہی دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے۔ تو آپ اس قدر عبادت کیوں کرتے ہیں اور یوں اتنی مشقت برداشت کرتے ہیں؟۔ آپ نے فرمایا افلا اکون عبداً شکورا۔ تم کہتی ہو کہ خدا نے مجھ پر یہ فضل کیا ہے۔ کہ میرے پچھلے سب گناہوں کو معاف کر دیا اور جب حالت یہ ہے۔ تو کیا میرا فرض نہیں کہ میں خدا تعالیٰ کے اس فضل کا شکریہ ادا کروں اور اس وجہ سے کہ اس نے مجھ پر یہ انعام کیا ہے میں اس کی دوسروں سے بھی زیادہ عبادت بجالاؤں۔ جب اس نے مجھ پر اتنے بڑے فضل کئے ہیں۔ تو مجھے دوسروں سے زیادہ شکریہ بھی تو ادا کرنا چاہیئے۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے ہمیشہ زیادہ سے زیادہ جدوجہد کرتے رہے۔ اور یہی سبق ہے جو دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ اگر لوگ اس سبق کو یاد رکھیں۔ تو ان کی روحانیت کبھی مردہ نہ ہو اور شیطان کبھی ان پر تسلط اور غلبہ نہ پائے۔ پھر فرماتے ہیں اے خدا بعد میں آنے والے لوگوں میں تو مجھے ایک قائم رہنے والی اور ظاہر و باطن طور پر اچھی تعریف مجھے بخش عربی زبان میں جب صدق کی طرف کوئی لفظ مضاف ہو تو اسکے مفہوم میں دوام اور ظاہر و باطن کی خوبی کے معنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مفردات امام راغبؒ میں لکھا ہے الصدق یُعبّر بہ عن کل فعل فاضل ظاہراً و باطناً فی الصدق فیضاف الیہ ذالک الفعل الذی یوصف بہ۔ یعنی صدق سے مراد ہر وہ فعل ہوتا ہے جو ظاہر و باطن میں خوبی رکھتا ہو اور جس فعل کو صدق کی صفت بنانا ہو اسکو صدق کی طرف مضاف کر دیتے ہیں۔ پس اس دعا کے معنے یہ ہیں کہ اے میرے خدا! تو آخری زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں میرے لئے دعا کی تحریک پیدا کر دے لیکن وہ دعا عارضی نہ ہو بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ہو اور پھر وہ تعریف صرف لوگوں کی زبانوں پر ہی نہ ہو بلکہ واقع میں میرے نیک کام دنیا میں قائم رہیں اور اس طرح مجھے ظاہری اور باطنی طور پر اچھی تعریف حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر ہمیشہ یہ اعتراض ہوتا چلا آیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ہوا کہ اسکے ماننے والے تو ادنیٰ لوگ ہیں ہم اسکی بات کس طرح مان لیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کیا ہی اچھا جواب دیا کہ ہدایت دینا تو خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر اس نے ان کو ہدایت کے قابل سمجھا تو ہدایت دے دی پس جب اس کے نزدیک انکے عمل اعلیٰ درجے کے لوگوں کے سے ہیں تو میں انکو کس طرح دھتکار سکتا ہوں۔ آخر انکا حساب تو خدا تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ میرے ذمہ تو نہیں۔ کاش تم عقل سے کام لو اور جس کو خدا ایماندار بنا دے اسکی تحقیر نہ کرو۔ اور اگر تم تحقیر کرو بھی تو میں بہر حال اسے دھتکار نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کو خدا نے میرے حوالے کیا ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ میں لوگوں کو بری باتوں سے روکوں اسکے بعد جب خدا تعالیٰ کسی کو ہدایت دے دے تو اسکے معنے یہ ہیں کہ وہ بری باتوں سے رک گیا ہے۔ اور نہایت عزت والا انسان بن گیا ہے۔ اسکے بعد وہی معزز ہے۔ تم لوگ معزز نہیں اسلامی تاریخ میں اسکے متعلق ایک بڑا اچھا واقعہ آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو حج کے بعد عید کے دن لوگ آپکو ملنے کیلئے آئے۔ شروع میں مکہ کے روساء اور رئیسوں کے بیٹے آئے۔ اسکے بعد کچھ غلام آئے جو ابتدائے زمانہ میں اسلام لائے تھے۔ انکے آنے پر حضرت عمرؓ نے روساء کو پرے سرکنے کے لیے کہا اور اپنے پاس غلاموں کو بٹھالیا اسکے بعد کچھ اور نو مسلم غلام آئے۔ حضرت عمرؓ نے پھر انکو اپنے پاس بٹھالیا اور روسأ کو پرے سرکنے کا اشارہ کیا۔ اسی طرح متواتر ہوتا رہا۔ آخر شرمندہ ہو کر روساء کے لڑکے اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر جاکر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ دیکھ لیا آج تمہاری کیسی بے عزتی ہوئی ہے۔ اس پر ان میں سے ایک ہوشیار لڑکا بولا اس میں قصور کس کا ہے یہ غلام جن کو تم ذلیل سمجھتے ہو سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں تھے۔ اور انہوں نے اپنی زندگیاں اسلام کی ترقی کے لیے خرچ کر دیں جبکہ تمہارے باپ دادے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کر رہے تھے۔ اب اسلام کی حکومت آئی تو یہ عزت انہی کو ملے گی ہم کو نہیں ملیگی باقی ساتھیوں نے کہا تو پھر اسکا علاج کیا ہے۔ اس ذہین لڑکے نے کہا چلو اس کا علاج حضرت عمرؓ سے ہی پوچھیں چنانچہ وہ پھر جمع ہو کر حضرت عمرؓ کے پاس گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو دیکھ کر بات سمجھ لی اور کہا اے نوجوانو! مجھے معلوم ہے کہ تمہاری مکہ میں کیا حیثیت ہے مگر میں مجبور تھا۔ یہ لوگ جن کو میں نے آگے بٹھایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکو آگے بٹھایا کرتے تھے۔ اب میں انکے درجہ میں فرق کس طرح کر سکتا تھا۔ ان نوجوانوں نے کہا کہ پھر اسکا کوئی علاج بھی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو انکے خاندانوں کی عزت کو جانتے تھے۔ انکی آنکھوں میں آنسو آگئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ شمال کی طرف اونچا کر دیا جسکا مطلب یہ تھا کہ اب شام میں عیسائیوں سے جنگ ہو رہی ہے وہاں چلے جاؤ اور اپنے باپ دادا کے گناہوں کا کفارہ ادا کرو۔ چنانچہ وہ نوجوان خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے اور اسی وقت اونٹوں یا گھوڑوں پر سوار ہو کر شام چلے گئے اور اسلامی لشکر میں مل گئے اور وہیں کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان میں سے کوئی بھی لوٹ کر نہ آیا۔

سو عزت وہی ہوتی ہے جو خدا دے۔ مال و دولت سے عزت نہیں ملتی۔ کافروں کا نبیوں پر ایمان لانے والوں کو اس لیئے ذلیل سمجھنا کہ وہ غریب ہیں اول درجہ کی حماقت ہے جو نبی پر پہلے ایمان لاتے ہیں وہی سب سے زیادہ معزز ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ابو بکرؓ علیؓ زیدؓ ایمان لائے۔ مکہ کے صنادید کی موجودگی میں ابو بکرؓ کو مسلمانوں نے خلیفہ تسلیم کیا۔ جس پر انکے باپ نے بھی تعجب کیا۔ مگر ابوجہل، عتبہ اور شیبہ کی عزت تو ابو بکرؓ اور علیؓ کی جوتیوں کے برابر بھی نہیں۔ یہی بات حضرت نوحؑ نے اپنے مخالفین کے سامنے پیش کی۔ اور کہا... بے شک یہ تمہیں حقیر نظر آتے ہیں مگر مجھے کیا معلوم انکی وہ کونسی چھپی نیکیاں تھیں جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انکو یہ شرف بخشا تو انہوں نے اپنے زمانہ کے نبی کو قبول کر لیا اور تمہاری وہ کونسی بد اعمالیاں تھیں جو تمہاری راہ میں حائل ہو گئیں اور جنھوں نے تم سے نور بصیرت چھین لیا اور تم اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے سے محروم رہ گئے۔ اور جب انکی نیکیوں کی وجہ سے ہی خدا تعالیٰ نے ان پر اتنا بڑا انعام نازل کیا ہے کہ انہیں ایک نبی کو ماننے کی سعادت حاصل ہو گئی ہے تو یہ لوگ ذلیل کس طرح ہوئے۔ ذلیل تو وہ لوگ ہیں جنکی بد اعمالیوں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے مامور کی شناخت سے محروم کر دیا ہے۔ پھر فرمایا (انکا حساب تو خدا تعالیٰ جو میرا رب ہے اسکے پاس ہے) بے شک یہ آج غریب اور کنگال ہیں کوئی مال اور جائیداد انکے پاس نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ انکی قربانیوں کو کبھی ضائع نہیں کریگا اور وہ ایک دن انہیں بہت بڑی ترقی عطا کریگا۔ کاش تم شعور سے کام لیتے اور اس قسم کے بیہودہ عذرات سے کام لے کر خدائی ہدایت کو ٹھکرانے کے لیئے تیار نہ ہو جاتے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس مضمون کو مختلف مقامات میں مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔ کسی جگہ تو فرماتا ہے کہ ہمارے مخالف شعور سے کام نہیں لیتے۔ اور کسی جگہ فرماتا ہے کہ ہمارے مخالف علم سے کام نہیں لیتے۔ شعور اس حس کو کہتے ہیں جو انسان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور علم اس حس کو کہتے ہیں جو باہر سے آتی ہے خواہ سن کر یا دیکھ کر یا چھو کر یا چکھ کر مثلاً ہم چلے جا رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں ایک جنگل نظر آتا ہے جسے دیکھ کر ہمارا علم بڑھتا ہے یہ علم باہر سے پیدا ہوتا

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

ایک خط — ایک تعلیمی تجویز

مکرم عامر گلزار ملک صاحب سرگودھا سے لکھتے ہیں:

محض خدا تعالیٰ کے عظیم فضل اور رحمت کے باعث، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اثر انگیز دعاؤں اور آپ سمیت باقی تمام احباب جماعت کی دعاؤں کے نتیجے میں خاکسار نے اس ٹیسٹ میں ۶۰۰ سکور حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ سکور اس ٹیسٹ کی (SCORING CATEGORIES) میں (EXCELLENT) تصور کیا جاتا ہے اور یہاں یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ اس ٹیسٹ میں (HIGHEST ACHIEVEABLE) سکور ۶۷۰ ہے یعنی دوسرے لفظوں میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ میرا سکور ۶۰۰/۶۷۰ ہے۔ میں اپنی اس کامیابی کو خدا تعالیٰ کے بیش بہا احسانوں اور تمام احباب جماعت کی دعاؤں کا ثمر خیال کرتا ہوں۔ اور تہہ دل سے تمام احباب کا شکرگزار ہوں۔ آئندہ بھی دعاؤں کی برکات سے اسی طرح نوازتے رہیں تاکہ زندگی کے ہر موڑ پر ان دعاؤں کی برکات سے فیض حاصل کرتا چلا جاؤں۔ آپ سے اور احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ہر طرح سے بہتری کے سامان پیدا کرتا چلا جائے اور امریکہ کی کسی اچھی یونیورسٹی میں داخلے کے لئے ہر مشکل اور پریشانی کو محض اپنے فضل سے دور کر دے۔

اب آئیے آپ کے اداریئے "علم اور ڈگری" کی طرف۔ آپ نے دونوں چیزوں کی طرف یکساں توجہ دلائی ہے۔ میرے خیال میں تو زیادہ اولیت علم کے حصول کی طرف ہونی چاہیئے کیونکہ یہ ناممکن بات ہے کہ اگر کوئی علم حاصل کرنے میں حقیقی دلچسپی لے اور پھر ڈگری بھی نہ لے سکے۔ ڈگری رٹہ لگانے والے اور نوٹس سے تیاری کرنے والے کو بھی اتنے ہی عرصہ میں ملے گی۔ جتنی مدت میں ایک ریسرچ کرنے والے اور ہر چیز کو سمجھ کر کرنے والے طالبعلم کو۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی نمایاں پوزیشن حاصل نہ کر سکے لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ فیل ہو جائے اور اس کے لئے بھی ذمہ دار ہمارا امتحانی طریق کار ہے اس لئے اس چیز سے کبھی دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیئے کہ نوٹس سے رٹہ لگانے والے تو پوزیشنیں لے جاتے ہیں اور ہم جو سارا سال محنت کرتے ہیں انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہماری (FIRST PRIORITY) علم (نالج) ہی ہونی چاہیئے اور اگر آپ دیانتداری سے اپنے ہر کام کو کرتے ہیں تو یقیناً آپ کو ڈگری بھی ملے گی اور یہ ڈگری (POSITION HOLDERS) سے بہت بہتر ہو گی اگر آپ کی ذات آپ کے اپنے کام سے مطمئن ہے۔ اور ایسے افراد ہمیشہ فیلڈ ورک میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ انہیں THEORY سے زیادہ PRACTICAL کام کرنے کا تجربہ اور شوق ہوتا ہے۔ پس میرے خیال میں پوزیشنوں یا ڈگریوں کے حصول کے لئے کبھی علم حاصل نہ کریں محض ڈگری سے آپ اپنے آپ کو ثابت نہیں کر سکتے ہاں البتہ یہ ریکارڈ کے لئے آپ کے پاس ہونی چاہیئے۔ اور کسی حد تک آپ اسے اپنی محنت کا پھل بھی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ ڈگری ہرگز آپ کی تمام صلاحیتوں کا احاطہ نہیں کر سکتی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی علم کس طرح حاصل کیا جائے۔ یہ سوال ہر ذہن میں ابھرتا ہے اور اس کا جواب ہر شخص اپنی سوچ اور نظریئے کے مطابق دے گا۔ میرے خیال میں تو حقیقی علم کسی بھی شعبے میں وہی ہو سکتا ہے جسے حاصل کر کے آپ کو (SELF SATISFACTION) حاصل ہو اور آپ دلی طور پر مطمئن ہوں کہ ہاں میں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔

ہمارے ہاں اس نظریئے کے ساتھ علم حاصل کرنے والے لوگ، بہت کم تعداد میں ملیں گے۔ اور انہیں بھی اپنی تسکین کے لئے بہت سی مشکلات درپیش ہوں گی حتیٰ کہ پروفیشنل کالج اور یونیورسٹیوں میں بھی جہاں اس بات کو بہت اہمیت دی جانی چاہیئے وہاں بھی یہی (NOTE SYSTEM) رائج ہے اور ایک یا دو طالبعلموں کے علاوہ جو مختلف کتابیں (CONSULT) کرتے ہیں باقی تمام طلباء نوٹس وغیرہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں ٹی وی پروگرام "میں اور آپ" میں ایک کیمیکل انجنیئر جس نے ابھی ڈگری لی تھی نے بڑے فخریہ انداز میں یہ کہا کہ میرا ریکارڈ ہے کہ میں نے آج تک لائبریری سے کوئی کتاب (ISSUE) نہیں کروائی اور نوٹس سے پڑھ کر تیاری کرتا ہوں" جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ آپ پرچہ کس طرح دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ نوٹس سے باہر پرچہ آتا ہی نہیں۔ اتنے اونچے لیول پر اگر یہ حال ہو تو پھر آپ اپنے انجینئر سے کیا توقعات وابستہ کر سکتے ہیں۔ یہ تو قصہ ان صاحب کا ہے کہ جو کبھی لائبریری گئے ہی نہیں لیکن جو وہاں سے کتابیں لے کے پڑھنے کے خواہشمند ہیں انہیں بھی مایوسی ہی ہوتی ہے کیونکہ اکثر اوقات ان کی مطلوبہ کتب انہیں لائبریری سے ملتی ہی نہیں۔

ہاں ایک اور وضاحت یہاں یہ کرتا چلوں کہ یہ المیہ آج کی نوجوان نسل کا ہی نہیں بلکہ قیام پاکستان سے ہمارے ساتھ ہے اس کا اندازہ بھی دو تین ہفتے پہلے ہوا جب (THE PAKISTAN TIMES) کے (FRIDAY MAGAZINE) میں "GENIUS FROM JHANG" کے عنوان سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی زندگی کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ جب ڈاکٹر صاحب لندن سے (MATHEMATICS) میں M.S.C اور (THEORY OF RELATIVITY) پر ریسرچ کرنے کے بعد وطن واپس آئے تو انہوں نے گورنمنٹ کالج لاہور میں (MATHEMATICS) پڑھانا شروع کیا تو آپ نے اپنی کلاس کے طلباء کو صبح MATH کی کلاس کے علاوہ شام کو (PHYSICS) سے متعلق اپنی ریسرچ پر لیکچر دینے کے لئے علیحدہ وقت دینے کا فیصلہ کیا۔ لیکن چند دنوں میں لڑکوں کی تعداد کم ہوتے ہوتے صرف دو رہ گئی اور آپ نے مایوس ہو کر کلاس ختم کر دی اور اسی مایوسی کی وجہ سے آپ دوبارہ باہر تشریف لے گئے کیونکہ جس نہج پر آپ یہاں اپنا کام کرنا چاہتے تھے اس کے لئے بہت ہی کم مواقع آپ کو میسر تھے اور اس کے علاوہ یہاں آپ کے (RESEARCH WORK) کو (APPRECIATE) کرنے والا بھی کوئی نہیں تھا چنانچہ مجبوراً آپ کو پھر باہر تشریف لے جانا پڑا۔

مدعا بیان کرنے کا یہ تھا کہ یہ کوئی آج کا مسئلہ نہیں بلکہ بہت پہلے کا ہے اور روز بروز حالت مزید ابتر ہو رہی ہے اس لئے اسے ایک دن میں صحیح بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ کافی وقت درکار ہے لیکن سب سے زیادہ تشویشناک اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہم نے صحیح سمت میں ابھی تک پہلا قدم بھی نہیں اٹھایا ویسے تو ہم نے مغرب کی ہر چیز کو اپنا لیا ہے کیا ہم ان کے (EDUCATION SYSTEM) کو نہیں اپنا سکتے۔؟

اگر یہاں بھی پورے سال کے امتحانات کو مختلف درجوں میں تقسیم کر کے ۲۵٪ نمبروں کے امتحان دو دفعہ اور آخری چھ ماہ کے ختم ہونے پر ۵۰٪ نمبروں کا امتحان علیحدہ کر دیا جائے اور پھر ان تمام نمبروں کو ملانے سے ۱۰۰٪ نمبر مل جائیں گے جن میں سے جس طرح طلباء یہ نمبر حاصل کریں ان کا بھی ٹوٹل کر دیا جائے اس سے نہ صرف یہ کہ تمام طلباء کو پورا سال پڑھنا پڑے گا اور ہر چیز کو (THOROUGHLY STUDY) کرنا پڑے گا بلکہ اساتذہ کو بھی پورا سال پڑھانا پڑے گا جو کہ وہ نہیں چاہتے۔ وہ جب پورے سال کے کورس کو چھ ماہ میں ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہر چیز کی تفصیل کے علاوہ بہت سی چیزیں کلیتہً رہ جاتی ہیں۔ مجبوراً اپنی کمی کو چھپانے کے لئے وہ نوٹس دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی میں سے آئے گا جو کچھ آئے گا۔ وہ بھی سکھی اور طلباء بھی اس بات پر خوش ہو جاتے ہیں اس لئے طلباء کو صرف اس بات میں شریک سمجھنا بالکل غلط ہے ہمارے اساتذہ بھی اس ٹرینڈ کو قائم کرنے میں برابر کے شریک ہیں آخر کب تک ہم زندگی کے ہر میدان میں اسی طرح آسانیاں پیدا کر کے راہ فرار تلاش کرتے رہیں گے۔

چند دن ہوئے میری ملاقات اپنے ایک کزن سے ہوئی جو B.SC یہاں سے کرنے کے بعد امریکہ چلے گئے تھے جہاں M.SC (COMPUTER ENGG.) میں کرنے کے بعد اب وہیں (SETTLED) ہیں۔ میں نے ان سے یہی سوال کیا کہ یہاں کے اور وہاں کے تعلیمی نظام میں بنیادی فرق کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ وہاں پورے سال کا شیڈول آپ کو شروع ہی میں دے دیا جاتا ہے اور پھر پورا سال آپ کو اسی کے مطابق اپنی کلاسیں، اپنی فیس اور ہر دوسرا کام اس کے مطابق کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہاں کوئی ٹیچر اپنی مقررہ کلاس وقت پر لینے نہیں آتا تو طلباء بہت زیادہ احتجاج کرتے ہیں اور اسے اس کے آفس سے بلوا کر بھی کلاس لگواتے ہیں اس کے برعکس ہمارے ہاں اگر استاد نہ آئے تو جشن منایا جاتا ہے یہ ہے تضاد۔ اس کے علاوہ وہاں ہر ٹیچر کی بھی طلباء کی طرح (ANNUAL GRADING) ہوتی ہے جو کلاس کا ہر طالب علم کرتا ہے اسی وجہ سے وہاں طلباء کے ساتھ ساتھ ٹیچر بھی ریگولر ہوتے ہیں انہیں پتہ ہوتا ہے کہ اگر آج وہ کلاس لینے نہیں جاتے تو سال کے آخر میں طلباء اس کی رپورٹ

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــ نون سین

بیکر ـــ ترکی میں

یہ عجیب بات ہے کہ خلیج کی جنگ کے سلسلے میں عوام الناس اور ان کی حکومتوں کی سوچ میں خاصا بُعد رہا۔ تمام حکومتیں اس جنگ کے لئے امریکہ کی اتحادی بن گئیں لیکن ان کے عوام الناس نے ملک کے مختلف شہروں میں جلوس اور جلسے کر کے اس بات کا مظاہرہ کیا کہ وہ اس جنگ کے خلاف ہیں۔ ترکی نے بھی اس جنگ میں اتحادیوں کا ساتھ دیا۔ لیکن اب جب کہ امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر نے صدر ترگت اوزال کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ترکی کا دورہ کیا تو متعدد ایسی کمپنیوں پر جن کا امریکہ سے تعلق ہے بم پھینکے گئے یہ اس بات کا مظاہرہ تھا کہ اگرچہ ترکی کی حکومت نے امریکہ کا ساتھ دیا ہے لیکن عوام الناس ایسا کرنے کو مناسب نہیں سمجھتے۔ ان بموں کے حملے میں ایک شخص کے ہلاک ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ لیکن جیسا کہ صحافت سے تعلق رکھنے والے لوگ جانتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ایسی تعداد ہمیشہ کم بتائی جاتی ہے۔ یہ شخص جسکی ہلاکت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ازمیر میں ہلاک ہوا اور کہتے ہیں کہ یہ اپنے ہی بم سے جان کھو بیٹھا جنرل موٹرز کارپوریشن پر یہ بم پھینک رہا تھا۔ اس سے کچھ ہی وقفہ بعد ایک اور شخص اسی گلی میں مجروح ہو گیا۔ وہ بھی اپنے ہی بم سے مجروح ہوا وہ ایک امریکی کی ملبوسات کی دوکان میں بم رکھ رہا تھا۔ اگرچہ وہ وہاں سے بھاگ نکلا اور اس طرح اس نے اپنی جان بچا لی۔ کہتے ہیں کہ انقرہ میں اسی صبح 9 بم پھٹے اور یہ تمام بم ایسی جگہوں پر پھٹے جنکا تعلق امریکیوں سے تھا اور یہ واقعات انقرہ، استنبول اور اڈانہ میں ہوئے۔ ان واقعات کی ذمہ داری دیو سول (BEV SOL) نے لی ہے انہوں نے اخبارات کو ٹیلیفون کے ذریعے بتایا ہے کہ ہم ان بموں کے ذریعے بیکر کا استقبال کرنا چاہتے ہیں۔ 5 فروری کو اسی گروپ نے اعلان کیا کہ انہوں نے اڈانہ میں ایک سویلین امریکی شہری کو ہلاک کیا تھا اور یکم مارچ کو امریکی ائر فورس کے لیفٹیننٹ کرنل کو ازمیر میں زخمی کیا۔ مسٹر بیکر نے ترکی میں کہا کہ امریکہ ترکی کو پیٹریاٹ اینٹی ایئر کرافٹ میزائل سسٹم تحفے کے طور پر دینا چاہتا ہے۔ جو انہوں نے یہاں اسلئے نصب کیا تھا کہ عراق ترکی کی تنصیبات پر حملہ نہ کر سکے ہوائی اڈے پر گفتگو کرتے ہوئے جیمز بیکر نے کہا۔ ایک اور ملک جسکا نام انہوں نے نہیں بتایا بھی ترکی کو ایک ایسا ہی تحفہ دینا چاہے گا۔ سیاسی تبصرہ نگار کہتے ہیں کہ یہ دوسرا ملک ہالینڈ ہو سکتا ہے۔

جب جیمز بیکر اور ترکی کے صدر کی گفتگو ہوئی تو اس میں زیادہ تر اس مسئلے پر بحث کی گئی کہ مشرق وسطی سے جنگی ہتھیاروں کو کس طرح ختم کیا جائے۔ خاص طور پر ایسے جنگی ہتھیار جو بیک وقت بہت ہی تباہی پھیلا سکتے ہیں۔ اسی طرح اسرائیل عرب تنازعے پر بھی گفتگو ہوئی۔

مسٹر ترگت اوزال نے امریکہ کا ایک ہفتے کا دورہ شروع کر دیا ہے۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اس دورے کے دوران ترکی کے صدر اور امریکہ کے صدر مشرق وسطی میں قیام امن پر بات کریں گے۔ اور بش ترگت اوزال کو کئی مراعات دینے کے لئے تیار ہوں گے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

میں اس کی غیر حاضری کا ذکر ضرور کریں گے۔ میرے خیال میں اگر یہاں بھی ٹیچرز کی (ANNUAL GRADING) مقرر کر دی جائے تو بہت سے ٹیچر سدھر جائیں گے

انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم امریکہ سے پیچھے رہ گئے ہیں بلکہ اصل مسئلہ یہ بات جانچنے کا ہے اور تجزیہ کرنے کا ہے کہ کیا ہم صحیح سمت میں اپنا سفر طے کر رہے ہیں۔؟ اگر ہم صحیح سمت میں جا رہے ہیں تو یہ کوئی پرابلم نہیں کیونکہ دیر سے سہی لیکن چند سالوں بعد ہم ان کی منزل تک پہنچ جائیں گے لیکن المیہ یہ ہے کہ ہم اس سمت کے بالکل مخالف (OPPOSITE) جا رہے ہیں جو کہ بہت زیادہ تشویشناک بات ہے اور اس رستے پر چلتے ہوئے ہمارے اور ان کے درمیان خلیج کم ہونے کے بجائے وسیع ہو رہی ہے۔

بہت نازک مسئلہ ہے جس پر جتنا جی چاہے لکھا جا سکتا ہے لیکن صرف لکھنے سے اس کا حل تلاش نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ عملی طور پر صحیح سمت میں واضح اور مثبت قدم نہ اٹھایا جائے جو کہ نہ ہماری حکومت اور نہ ہی پالیسی مرتب کرنے والے ادارے اٹھا رہے ہیں صرف مسائل کو لکھنے سے مسائل کبھی حل نہیں ہوتے۔ بات بہت طویل ہو گئی ہے۔ جو تجاویز آپ کے ذہن میں ہوں وہ بھی ضرور شائع کریں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو اور آپ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔

دعاؤں میں خاکسار اور گھر کے باقی تمام افراد کو یاد رکھیں۔ کیونکہ میرا خط لکھنے کا سب سے اہم مقصد دعاؤں کا حصول ہی ہوتا ہے۔

یاد رفتگان ـــــ عبدالرزاق خان

ناصر "بہادر شیر"

میرے چچا جان چوہدری ناصر احمد صاحب کاٹھگڑھی جنہیں تین ائمہ جماعت کے باڈی گارڈ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ انہیں قدرت ثانیہ کے تیسرے امام "بہادر شیر" کہا کرتے تھے۔

آپ 1930ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب بلکہ خاندان کے زیادہ افراد احمدیت کے نور سے مشرف ہو چکے تھے۔ آپ کی تربیت سادہ اور اچھے ماحول میں ہوئی۔ آپ میں اپنے دین سے بہت محبت تھی۔ اور اپنے امام سے حد درجہ پیار تھا۔ جب فرقان فورس کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک کی۔ تو کاٹھگڑھ کے نوجوانوں میں پیش پیش تھے۔ شامل ہوئے۔ اور حسن کارکردگی کا تمغہ بھی پایا۔ بعد ازاں صیغہ حفاظت سے منسلک ہو گئے۔ یہ 1962ء کا خوش نصیب سال تھا۔ زمین خدا کے فضل سے گذر اوقات کے لئے کافی تھی۔ خدمت کے پیش نظر ملازمت اختیار کی۔ اور خدمت کا حق ادا کرتے رہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ دو دفعہ مغربی دنیا کے دورہ پر گئے۔ اور اکثر سفر کے سب واقعات اپنے عزیزوں کو بتایا کرتے۔ جب افریقہ کے دورہ سے واپس آئے۔ تو ہمارے پوچھنے پر بتایا کہ احمدیت کی قدر اگر آپ نے دیکھنی ہو تو افریقہ میں دیکھو۔ اب احمدیت کی شان و شوکت دیکھنے کی آرزو جو میرے دل میں تھی وہ پوری ہو گئی۔ اب بے شک موت آ جائے تو کوئی افسوس نہیں۔ پھر بیت بشارت سپین کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضور امام الثالث (اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے) کے ساتھ گئے۔ اکثر ساری روئیداد نم دار آنکھوں سے سناتے رہتے۔ پھر افتتاح بیت بشارت سپین کے موقع پر بھی حضور امام الرابع کے ساتھ جانے کا شرف حاصل ہوا جب بھی عزیز و اقارب پوچھتے یا اپنے بچوں میں بیٹھتے تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ احمدیت کی روز افزوں ترقی کی باتیں سناتے رہتے۔

جب بھی کسی سے ملتے۔ خوش ہو کر اور مسکرا کر ملتے۔

پیارے امام کا جو بھی حکم ہوتا۔ اس کی پابندی کرتے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی پابندی کرنے کی تلقین کرتے۔

(چک 2/T.D.A خوشاب میں سیکرٹری مال کے عہدہ پر بھی عرصہ تین سال کام کیا)

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی نصرت آباد والی زمین میں کئی ایک حادثات ہوئے وہاں آپ نے بڑی جرأت اور بے باکی کا مظاہرہ کیا۔

جب بھی سفر میں پیارے امام کے ساتھ جاتے۔ تو بڑی تندہی سے اپنے فرائض کو سر انجام دیتے۔

بتایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سے کسی دوست نے کہا کہ حضور ہمیں اس آدمی کے خوفناک چہرہ سے آپ کی جان کو خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ تو حضور نے فرمایا۔ فکر کی کوئی بات نہیں مجھے ایسے آدمیوں کی بھی ضرورت ہے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے ان پر حد درجہ اعتماد کیا۔ اور انہوں نے بھی اس اعتماد کو ٹھیس نہ لگنے دی۔

حضور کے گھر میں جو دودھ جاتا تھا۔ اسے پہلے خود چیک کرتے۔ حضور کو جب کبھی ساگ کھانے کو جی کرتا تو آپ فرماتے کہ بہادر شیر آج ساگ کھلاؤ۔ تو خود جا کر سرسوں کا ساگ لاتے۔ سب لوازمات اس میں ڈالتے۔ اور حضور کی خدمت میں پیش کرتے۔

حضور کا جوتا بھی آپ صاف کرتے اور اس کی پالش کرنے کا بھی شرف حاصل رہا۔ آپ نے کوٹ پتلون کبھی نہ پہنا تھا۔ جب کبھی ہم لوگ پہنتے تو کہتے یہ لباس مجھے تو پسند نہیں۔

مگر جب سفر یورپ پر آپ حضور امام الثالث کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تو

باقی صـ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

اگر کوئی قوم اعلیٰ اخلاق اور پسندیدہ اعمال میں ترقی کر سکتی ہے تو اس کے لئے بہترین ذریعہ یہی ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرے مگر اپنی نسل کی اصلاح اور اس کے اخلاق کی خاص نگرانی کرے بچپن کے زمانہ میں جہاں بچہ بہت جلد اور آسانی کے ساتھ اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے۔ وہاں اگر اس کی نگرانی نہ کی جائے اور اس کے اخلاق خراب ہو جائیں تو ایسا خطرناک ہو جاتا ہے کہ دوسرے بچوں کے اخلاق کو بھی بگاڑ دیتا ہے۔ بڑے بڑے آدمی تو چونکہ عیب کو عیب سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں اس لئے اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن بچوں میں چونکہ نقل کرنے کی عادت ہوتی ہے اس لئے وہ جو کچھ دوسر کو کرتے دیکھتے ہیں وہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایک لڑکے کو اگر جھوٹ بولنے کی عادت ہو گی یا گالیاں دینے یا چوری کرنے کی تو جتنے لڑکوں کا اس سے تعلق ہو گا۔ وہ سارے کے سارے ان حرکات میں اس کی نقل کریں گے۔ اور اس طرح وہ بھی جھوٹ بولنے گالیاں دینے اور چوری کرنے کے عادی ہو جائیں گے تو بچپن کا زمانہ نہ صرف یہ کہ اخلاق فاضلہ سیکھنے کا بہت بڑا میدان ہے بلکہ دوسروں کے اخلاق بگاڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے میرے نزدیک بڑے بڑے لیڈر بھی اپنے لیکچروں اور تقریروں میں ایسے کامیاب نہیں ہو سکتے جتنا ایک بچہ دوسرے بچوں کو اپنی باتوں سے متاثر کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ میں مذہبی پیشواؤں کو اس سے مستثنیٰ کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایماء ملائکہ ہوتا ہے جو ان کی قبولیت کو پھیلاتے ہیں۔ ایک بچہ کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ وہ سو یا دو سو لڑکے جھوٹ بولنے والے بہت آسانی کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے۔ ایک لڑکا جسے چوری کی عادت ہوتی ہے وہ بآسانی سو دو سو لڑکا چوری کرنے والا پیدا کر سکتا ہے۔ غرض بچپن میں جن کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے آپ کو تباہ کر لیتے ہیں بلکہ اوروں کو بھی تباہی کا باعث بنتے ہیں اور بچپن کی عادت کا اس قدر اثر ہوتا ہے کہ بڑے ہو کر ان کی اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے فلاسفر اور سمجھ دار ہو کر بھی ان کے سامنے عاجز رہ جاتے ہیں۔ پس اخلاق فاضلہ کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کی اصلاح اور درستی کی پوری پوری فکر اور نگرانی کی جائے اور یہ بات کوئی معمولی نہیں بلکہ بہت بڑی بات ہے۔

اس کے لئے سب سے پہلا طریق وسطی اور میانہ روی ہے۔ نہ تو بچے پر اتنی سختی کی جائے کہ اسے دوسرے بچوں سے ملنے کا موقعہ ہی نہ دیا جائے اور نہ اتنی نرمی کی جائے کہ خواہ وہ کچھ کرتا پھرے اس کی نگرانی نہ کی جائے۔ اگر اسے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کودنے سے روک دیا جائے گا تو اس سے اس کے اخلاق درست نہیں ہو سکیں گے۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ اس بات کے لئے تیار رہتا ہے کہ بدی اس کے سامنے آئے اور وہ جھٹ اسے قبول کر لے۔ کیونکہ بدی کا مقابلہ ارادہ کی قوت سے ہوتا ہے اور وہ اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک بچہ اچھے اور برے دونوں قسم کے بچوں سے نہ ملے۔ جس بچے کو گھر بند رکھا جائے اور کسی سے ملنے نہ دیا جائے وہ پچاس برس کی عمر میں بھی لڑکا ہی رہے گا۔ کیونکہ اس کی مثال اس کانچ کے برتن کی سی ہو گی جسے ذرا ٹھوکر لگی اور وہ ٹوٹ گیا۔ جب بھی کوئی بدی اس کے سامنے آئے گی وہ مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن اگر وہ لوگوں سے ملتا رہے تو اس کے اندر شناخت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔ اور بدی سے بچنے کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جن بچوں کی ہمیشہ سختی کے ساتھ نگہداشت کی جاتی ہے وہ بہت کمزور ہوتے ہیں۔ اور وہ اگر نیکی بھی کرتے ہیں تو عادت کے ماتحت نہ کہ بدی کے مقابلہ کی طاقت کی وجہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ بدی کے پیش ہونے پر بہت جلد اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جن کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے اور کسی قسم کی نگرانی نہیں کی جاتی۔ ان کی مثال ان بھیڑوں کی ہے جنہیں بھیڑیوں کے آگے چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ بداخلاقی سے بچے رہیں یا ان کی کسی طرح اصلاح ہو جائے تو اس میں ان کے ماں باپ کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ تباہ ہو جائیں اور ان کے اخلاق برباد ہو جائیں تو اس کے ذمہ دار ماں باپ ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی سے غفلت کی اور اپنی اولاد کی کچھ نگرانی نہ کی۔ غرض بچوں کے اخلاق کی درستی میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ نہ تو اتنی تنگی کرنی چاہیئے کہ وہ کسی سے مل ہی نہ سکیں۔ اور نہ اتنی آزادی دینی چاہیئے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں اور ان کی کوئی نگہداشت نہ کی جائے۔

کوئی کہہ سکتا ہے خدا نے انسان کو یہ قدرت ہی کیوں دی اور اس کو آزاد کیوں چھوڑا۔ اس سے اس کی کیا غرض تھی؟ سو معلوم ہو کہ اگر خدا تعالیٰ انسان کو قدرت نہ دیتا تو وہ ترقی بھی نہ کرتا۔ دیکھو آگ کی خاصیت جلانا ہے آگ میں جو چیز بھی پڑے گی وہ اس کو جلا دے گی۔ چاہے وہ چیز آگ جلانے والی ہی کیوں نہ ہو دیکھو اگر کسی گھر میں چراغ جل رہا ہو اور وہ گر پڑے اور سارا گھر جل جائے تو کوئی چراغ کو ملامت نہیں کرے گا۔ اسی طرح کوئی شخص آگ کو کبھی الزام نہیں دیتا کیونکہ جانتے ہیں کہ آگ کی خاصیت جلانا ہے لیکن اگر کوئی انسان کسی کو بلاوجہ انگلی بھی لگائے تو لوگ اس کو ملامت کریں گے۔ کیونکہ اس میں یہ بھی مقدرت ہے کہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے اسی طرح دیکھو مکان بھی انسان کو سردی سے بچاتا ہے مگر کبھی کسی انسان نے مکان کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس کے مقابلہ میں کوئی انسان کسی کو ایک کرتہ دے دیتا ہے تو اس کا احسان مانتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کو اختیار تھا چاہے دیتا چاہے نہ دیتا۔ تو آگ اگر بچہ کو جلا دے تو بھی کوئی آگ کی مذمت نہیں کرے گا۔ اور انسان اگر انگلی بھی لگائے تو اسے برا بھلا کہیں گے۔ اس کی کیا وجہ ہے یہی کہ آگ کو اختیار نہیں مگر انسان کو اختیار تھا چاہے دکھ دیتا چاہے نہ دیتا۔ اسی طرح پانی کا کام ہے ڈبونا۔ سمندر میں کئی انسان ڈوبتے رہتے ہیں مگر کبھی کوئی سمندر کو ملامت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ قانون ہے۔ اس میں سمندر کو اختیار نہیں پھر سارے انعام اختیار کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انسان کو اس لئے بھی اختیار دیا گیا کہ اس کو انعام دیا جائے۔ اور جو انعام کے قابل ہو سکتا ہے وہی سزا کا بھی مستحق ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ بچہ زمین پر گر پڑتا ہے تو زمین کو پیٹتا ہے۔ یا بعض عورتیں کہتی ہیں آؤ زمین کو پیٹیں اس نے کیوں تمہیں گرایا مگر یہ محض ایک تماشا ہوتا ہے جو بچہ کے بہلانے کے لئے ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انسان کو اختیار اس لئے دیا کہ چاہے بڑھ چڑھ کر انعام لے جائے چاہے سزا کا مستحق ہو جائے۔ کئی دین حق کو ماننے والے کئی مرد اور عورتیں کہتی ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بنانا تھا بنا دیا کسی کوشش کی ضرورت نہیں اگر یہ صحیح ہے تو بتلاؤ پھر اب خدا کا کیا حق ہے کہ ہم میں سے کسی کو سزا دے یا انعام دیکھو آگ کا کام خدا نے جلانا اور پانی کا کام ڈبونا رکھا ہے۔ اب اگر کوئی چیز کے جلنے پر آگ کو یا ڈبونے پر پانی کو مارے تو بوڑھی بیچاری بھی کہے گی یہ پاگل ہے۔ مگر تم میں سے بہت سی عورتیں ہیں جو کہتی ہیں اگر ہماری تقدیر میں جہنم ہے تو جہنم میں ڈالے جائیں گے اور اگر بہشت ہے تو بہشت میں جائیں گے۔ کچھ کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دیکھو پانی یا آگ کو مارنے والی عورت کو تمام پاگل کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آگ یا پانی کا جو کام تھا اس نے وہی کیا پھر خدا اگر انسان کو ایک کام کرنے کے لئے مجبور بنا کر پھر سزا دیتا ہے تو کیا (اللہ محفوظ رکھے) لوگ اسے پاگل نہ کہتے کیونکہ اس آدمی نے تو وہی کام کیا جو اس کی تقدیر تھا۔ پھر چور ڈاکو جواری سب انعام کے قابل ہیں کیونکہ انہوں نے وہی کام کیا جو ان کے مقدر میں تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کی تردید فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر جبر ہوتا تو کافر نہ ہوتے کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مار مار کے لوگوں سے کہے کہ مجھ کو گالیاں دو یا میرے بچہ کو مارو۔ جب تم میں سے کوئی ایسا نہیں کرتا تو خدا نے جو زبان دی کان دیئے تو کیا اس لئے کہ مجھ کو اور میرے رسولوں کو گالیاں دو۔ جب دنیا میں کوئی کسی کو اپنے ساتھ برائی کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتا تو خدا تعالیٰ کیوں لوگوں کو برے کاموں کے لئے مجبور کرنے لگا۔ اگر اس نے مجبور ہی کرنا ہوتا تو سب کو نیکی کے لئے مجبور کرتا۔ پس یہ غلط خیال ہے اور خدا تعالیٰ اس کو رد کرتا ہے۔

" الازہار ---- "

موصیان کرام

○ جائیداد سے مراد موصی صاحب کی مملوکہ وہ تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ہے جائیداد متصور ہوتی ہے۔ خواہ وہ ھبہ کر دی گئی ہو یا بے نامی کی ہو اس کا حصہ جائیداد ادا کرنا ضروری ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نَو

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

وجیہہ اعجاز بنت چوہدری محمد اعجاز صاحب
دارالرحمت وسطی۔ ربوہ

دانیال حارث ابن غلام احمد طاہر صاحب
دارالرحمت غربی۔ ربوہ

حبۃ الوحید بنت عبدالقیوم خان صاحب
کوئٹہ

اسد علی طاہر ابن جمیل احمد طاہر صاحب
چنیوٹ ضلع جھنگ

صالح احمد باجوہ ابن افتخار احمد باجوہ
دارالعلوم شرقی۔ ربوہ

فیضان احمد ابن ڈاکٹر مسعود احمد شاہد صاحب
پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ

عدنان احمد ابن ڈاکٹر مسعود احمد شاہد صاحب
پنڈی بھاگو ضلع سیالکوٹ

طیبہ خان بنت ڈاکٹر محمد اقبال خان صاحب
دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

شبیر احمد ابن عبدالحمید بٹ صاحب
دارالیمن غربی۔ ربوہ

مدیح اللہ مبشر ابن ضیاء اللہ مبشر صاحب
فیکٹری ایریا۔ ربوہ

حماد اختر ابن اختر محی الدین صاحب
اوکاڑہ کینٹ

مرزا محمد عدیل اشرف ابن محمد اشرف مغل صاحب
دارالعلوم جنوبی۔ ربوہ

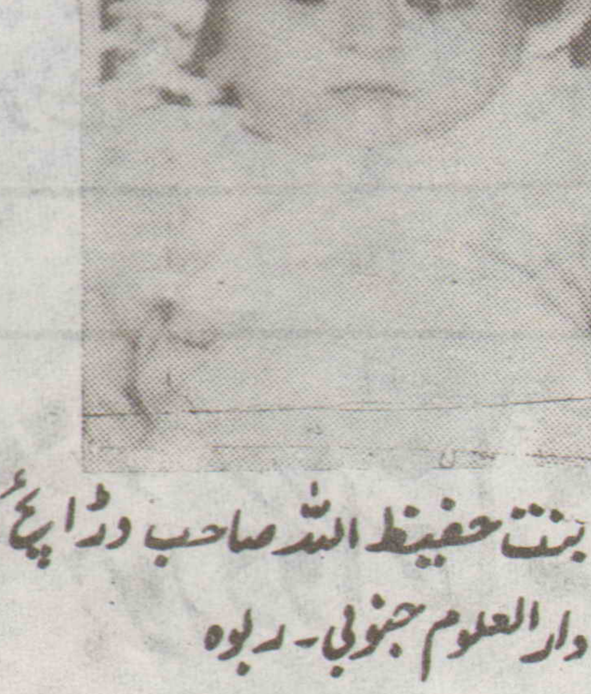

منصورہ بنت حفیظ اللہ صاحب ورڈ ایپخ
دارالعلوم جنوبی۔ ربوہ

امۃ الولی طوبیٰ بنت اعجاز احمد ورک صاحب
دارالرحمت شرقی۔ ربوہ

نیلما نگار رفیع بنت رفیع احمد رضا قریشی صاحب
گلشن اقبال۔ لاہور

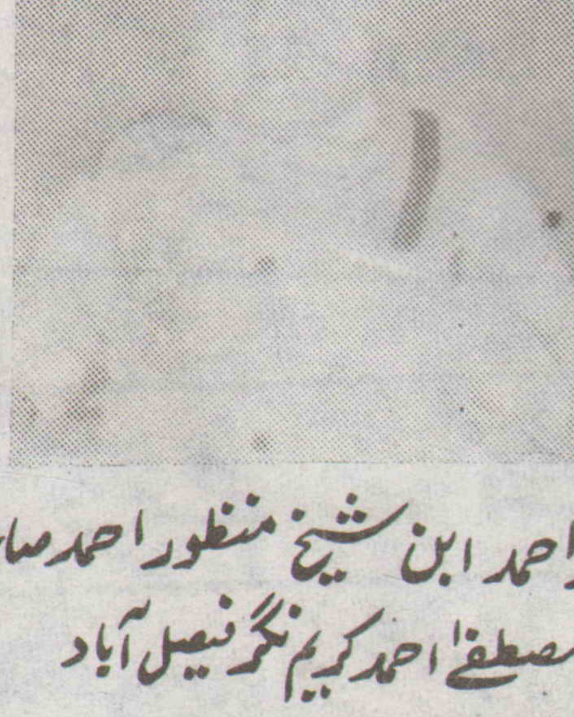

منصور احمد ابن شیخ منظور احمد صاحب
مصطفےٰ احمد کریم نگر فیصل آباد

نازش ہما بنت قدرت اللہ طارق صاحب
دارالصدر غربی۔ ربوہ

ثمرہ احمد بنت خالد احمد صاحب
اکبر روڈ۔ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیرِ اعظم نے اس بات کی یقین دہانی کروائی ہے کہ اخبارات کے دفاتر اور صحافیوں پر حملے کے واقعات کا اعادہ نہیں ہونے دیا جائے گا - وزیرِ اعظم نے اخبارات کے مالکان کی تنظیم اے پی این ایس کے صدر دفتر کی تعمیر کے لئے ۲۵ لاکھ روپے عطیہ کا بھی اعلان کیا -

○ پیپلز پارٹی کے رہنما مسٹر فاروق لغاری نے کہا ہے کہ طیارے کے اغوا کے واقعے کی تحقیقات کے لئے "کنگرو کمیشن" تسلیم نہیں کیا جائے گا - انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ وزیر داخلہ نے تحقیقات کا نتیجہ آنے سے پہلے ہی اپنا فیصلہ سنا دیا ہے -

○ لاہور کے ایڈیشنل سیشن جج نے دو سگی بہنوں کے قاتل بھائی کو بری کر دیا ہے قصاص اور دیت کے قانون کے تحت لواحقین نے قاتل بھائی کو معاف کر دیا تھا -

○ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے تین طلباء کو مسلم لیگ ہاؤس میں فائرنگ کر کے زخمی کر دیا گیا ہے -

○ واپڈا کے چیئرمین نے کہا ہے کہ اگر بجلی نہ بچائی گئی تو موسم گرما میں لوڈ شیڈنگ کرنی پڑے گی -

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کے بھائی مرتضیٰ بھٹو نے طیارے کے اغوا میں ملوث ہونے کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ صاف نظر آ رہا ہے کہ حکومت ہائی جیکنگ میں ملوث تھی -

○ وفاقی وزیر ریلوے نے کہا ہے کہ حکومت ریلوے کو بھی نجی ملکیت میں دینے کو تیار ہے - مگر اس سلسلے میں ابھی تک کوئی پارٹی سامنے نہیں آئی -

○ جمیعت نورانی گروپ کے مولانا عبدالغفور الوری نے کہا ہے کہ مفتی محمد حسین نعیمی نے بالکل غلط کہا ہے کہ ایسی کوئی حدیث موجود ہے - جس میں یہ کہا گیا ہو کہ بیوی کو نامحرم کے ساتھ دیکھنے پر قتل کر دیا جائے انہوں نے کہا کہ یہ بیان دینے کے بعد مفتی نعیمی کو رویت ہلال کمیٹی کا سربراہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں -

غیر ملکی خبریں

○ فرانس نے اعلان کیا ہے کہ عراق کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی - فرانسیسی وزارت خارجہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ عراق کے باغیوں اور سرکاری فوج کے درمیان جاری لڑائی عراقی قوم کی بقا کے لئے بہت خطرناک ہے - فرانس نے کہا ہے کہ وہ عراق میں غیر ملکی مداخلت کے خلاف ہے -

○ شمالی عراق میں سرکاری اور باغی فوجوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی کی خبریں ملی ہیں کرکوک شہر پر قبضہ کے بارے میں متضاد دعوے کئے جا رہے ہیں - کرد لیڈر مسعود بورزانی نے اتحادی افواج اور اقوام متحدہ سے درخواست کی ہے کہ ان کی مدد کی جائے کیونکہ صدام حسین کی فوجیں ان کی نسل کشی کر رہی ہیں -

○ بھارتی صوبہ گجرات کے حصہ میں مسلم کش فسادات کے بعد کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے -

○ سعودی عرب میں ایک عرب نے گولی چلا کر تین امریکی فوجیوں کو زخمی کر دیا - حملہ کرنے والے کا سراغ نہیں مل سکا -

○ امریکی افواج کے بارے میں خبر ملی ہے کہ وہ عراق کے شہر نصیریہ میں داخل ہو گئی ہیں عراق نے اس پر اقوام متحدہ سے سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ جنگ بندی کے باوجود امریکی طیاروں نے عراق کی فضائی حدود میں پرواز کی - غیر مسلم طیارے گرائے ٹینک تباہ کئے اور افواج پر حملے کئے ہیں -

○ امریکی ماہرین نے بتایا ہے کہ کویت کے ایک کنوئیں سے تیل کا بہاؤ بند کر دیا گیا ہے - کنوئیں سے تقریباً ۱۵ ہزار بیرل تیل روزانہ بہہ رہا تھا -

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

کو دیکھنے میں کیا مزہ ہے مزہ تو یہ ہے کہ انسان اپنے خدا کو دیکھ سکے - لیکن آج جب وہ پُتلی مجھ سے لے لی گئی ہے - جب وہ عینک مجھ سے چھین لی گئی ہے تو فَعُمِّیَ عَلَی النَّاظِرِ - اے لوگو - تم مجھے پہلے اندھا کہا کرتے تھے لیکن حقیقتاً میں اندھا آج ہوا ہوں - مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ - میری بیوی بھی ہے میرے بچے بھی ہیں - میرے اور عزیز اور رشتہ دار بھی ہیں مگر اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ ان میں سے کون مرتا ہے جو بھی مرتا ہے مر جائے اس کی موت میرے لئے اس نقصان کا موجب نہیں ہو سکتی جس نقصان کا موجب میرے لئے یہ موت ہوئی ہے - فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ یا رسول اللہ ﷺ میں تو اسی دن سے ڈرتا تھا کہ میری یہ بینائی کہیں چھین نہ لی جائے ---"

(اہم تقریر فرمودہ ۲۵ - جون ۱۹۴۴ء)

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس -/200
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس -/75
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷

ضرورت کار ڈرائیور

ایک کار ڈرائیور کی ضرورت ہے - عمر ۴۰ سال سے زیادہ ہو - ریٹائرڈ فوجی کو ترجیح دی جائے گی - تنخواہ اور دیگر امور کے لئے خود آ کر ملیں -

میاں بھائی
۱۰ - منٹگمری روڈ - لاہور
فون: ۲۲۳۳۷۲ - ۲۲۳۳۷۳

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

حضور نے ازراہِ شفقت آپ کو کوٹ پتلون ٹائی سلوا دیا - اور کہا کہ بہادر شیر پہن لو گے - تو آپ نے اپنے آقا کے حکم کی خندہ پیشانی سے تعمیل کی - اور دورہ کے موقع پر پہنتے رہے - جب واپس آئے تو ہمارے مذاق پر بتایا - کہ اگر میرے آقا کا حکم نہ ہوتا - تو کبھی نہ پہنتا -

حضور امام الثالث بھی آپ سے نہایت مشفقانہ سلوک فرماتے - خدا تعالےٰ انہیں غریقِ رحمت کرے -

آپ کی وفات ۲۲ مارچ ۱۹۸۳ء کو ہوئی - اور دوسرے دن یوم بانی سلسلہ کے موقع پر آپ کی نماز جنازہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ امام جماعت الرابع نے پڑھائی - جب یوم بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آتا ہے - تو مرحوم بہادر شیر کی یاد تازہ ہو جاتی ہے -

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت کندھا دیا - اور دستِ شفقت آج تک ان کے پسماندگان کے سر پر ہے -

احباب جماعت سے دعا ہے - کہ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں بھی ایسے با اعتماد اور پُر یقین خادم بنائے - اور بہادر شیر کے درجات بلند کرے -

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

ہے اندر سے نہیں یا کسی شخص کو کوئی چیز چکھ کر جس ذائقہ کا پتہ لگتا ہے وہ علم کہلاتا ہے - اسکے مقابلے میں بعض دفعہ ہم بیٹھے بیٹھے محسوس کرتے ہیں کہ ہماری کیا ضرورتیں ہیں - ہماری قوم کی کیا ضرورتیں ہیں - ہمارے بچوں کی کیا ضرورتیں ہیں ہمارے خاندان کی کیا ضرورتیں ہیں -

یہ چیز جب قدرتی طور پر آپ ہی آپ پیدا ہو تو اسے شعور کہتے ہیں - گویا انسان جب ان جبلّی طاقتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے خود اس کے اندر پیدا کی ہیں محسوس کر کے اپنے لئے ایک نیک راہ تجویز کرتا ہے تو اسے شعور کہتے ہیں - اور جب محنت کر کے انسان یہ سوچتا ہے کہ فلاں چیز میرے لئے فائدہ مند ہے یا نہیں تو اسکا نام فکر ہوتا ہے -

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
○ بے اولاد ○ نرینہ اولاد سے محروم
○ اٹھراء ○ بچوں کا سوکھا پن
گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ ربوہ فون ۹۰۶
لاہور - قلعہ کالروالہ - ملتان - کراچی